تالیف

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ
۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

تالیف

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ

۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَّفَنَا فِيْ كِتَابِهِ بِقَوْلِهِ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ﴾ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ أَيْقَظَنَا بِقَوْلِهِ: ”مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مَالِهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ“. أَيْ يَوْمَ الْفَصْلِ، وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ وَصَلُوْا كُلَّ فَرْعٍ إِلَى الْأَصْلِ.

بعد حمد وصلاۃ واضح ہو کہ نقلاً وعقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے، جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں اور بعض دنیوی، پھر دنیوی میں بعضے حقوق اقارب کے ہیں، بعض اجانب کے اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں، بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں، بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے وعلیٰ ھذا القیاس.

اور بہ وجہ لاعلمی کے اکثر لوگوں کو بعضے حقوق کی اطلاع بھی نہیں اور بعض کو بہ وجہ بدعملی اُن کے ادا کرنے کا اہتمام نہیں۔ اس لیے دل نے چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے تو اُمید فائدے کی ہے۔ چوں کہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ ”حقیقت الاسلام“ جس کا حوالہ احقر نے ”فروع الایمان“ میں دیا ہے، اس مضمون میں کافی و وافی تھا، اس لیے اسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بہ ضرورت بڑھائے گئے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس کا نام ”حقوق الاسلام“ رکھتا ہوں اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق: سب سے اوّل بندے کے ذمہ اللہ جل شانہٗ کا حق ہے۔ جس نے طرح طرح کی نعمتیں ایجاد و ابقا کی[1] عنایت فرمائیں۔ گم راہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔

[1] پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی۔ محمد شفیع

ہدایت پر عمل کرنے کے صلے میں طرح طرح کی نعمتوں کی اُمید دلائی، اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمّہ یہ ہیں:

۱۔ ذات وصفات کے متعلق موافق قرآن وحدیث کے اپنا اعتقاد رکھے۔

۲۔ عقائد واعمال ومعاملات واخلاق میں جو اُن کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے۔ اور جو اُن کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اُس کو ترک کرے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبّت کو سب کی رضا ومحبّت پر مقدّم رکھے۔

۴۔ جس سے محبّت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغ[1] کرے سب اللہ کے واسطے کرے۔

پیغمبروں کے حقوق: چوں کہ ذات وصفات ومرضیات ونامرضیاتِ الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بہ توسّط حضرت انبیا علیہم السلام کے ہوئی اور اُن کے پاس ملائکہ وحی لائے اس طرح بہت سے دنیوی منافع ومضار بہ ذریعہ انبیا علیہم السلام کے دریافت ہوئے اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعیّن ہیں اور باذنِ الٰہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اس لیے حضرات انبیا علیہم السلام وحضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہوگیا۔ بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب سے زائد ہم پر ہے اس لیے آپ کا حق بھی سب سے زائد ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں:

۱۔ آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔

۲۔ تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرے۔

۳۔ آپ کی عظمت اور محبّت کو دل میں جگہ دے۔

۴۔ اور آپ پر صلاۃ پڑھا کرے۔

حضرات ملائکہ علیہم السلام کے حقوق یہ ہیں:

۱۔ اُن کے وجود کا اعتقاد رکھے۔

[1] ترکِ احسان۔

۲۔ اُن کو گناہوں سے پاک سمجھے۔

۳۔ جب اُن کا نام آئے علیہ السلام کہے۔

۴۔ مسجد میں بدبودار[۱] چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں ریح صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے، اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن اُمور سے ملائکہ کو تکلیف و تنفّر ہو اُن سے احتراز لازم سمجھے۔ مثلاً: تصویر رکھنا یا بلاضرورتِ شرعی کتا پالنا یا جھوٹ بولنا یا جنابت میں براہ سستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے، بلاضرورتِ شرعی یا طبعی برہنہ ہونا گو خلوت میں ہو۔

صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق: حضراتِ صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو چوں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلّق ہے اس لیے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

۱۔ ان حضرات کی اطاعت کرے۔

۲۔ ان حضرات سے محبّت رکھے۔

۳۔ ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھے۔

۴۔ ان کے محبّین[۲] سے محبّت اور مبغضین[۳] سے بغض رکھے۔

عُلما اور مشائخ کے حقوق: چوں کہ عُلَما ظاہر و باطن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں، اس لیے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ فقہائے مجتہدین و عُلَمائے محدّثین و اساتذہ و مشائخِ طریقت و مصنّفینِ دینیات کے لیے دُعائے خیر کرتا رہے۔

۲۔ حسبِ قاعدۂ شرعی ان کا اتباع کرے۔

۳۔ جو اِن میں زندہ ہوں ان سے تعظیم اور محبّت سے پیش آئے، ان سے بغض و مخالفت نہ کرے۔

---

[۱] جیسے: کچا لہسن، پیاز، مولی، پان، تمباکو وغیرہ، اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیا سلائی کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب کریں۔ محمد شفیع　[۲] محبّت رکھنے والے۔　[۳] بغض و عداوت رکھنے والے۔

۴۔ حسبِ وسعت وضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

والدین کے حقوق: یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لیے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں، ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔ مثلاً: ماں باپ، کہ ایجاد اور پرورش اُن کے توسط سے ہوتی ہے، اُن کے حقوق یہ ہیں:

۱۔ اُن کو ایذا نہ پہنچائے، اگرچہ اُن کی طرف سے کوئی زیادتی ہو۔

۲۔ قولاً وفعلاً اُن کی تعظیم کرے۔

۳۔ مشروع اُمور میں اُن کی اطاعت کرے۔

۴۔ اگر ان کو حاجت ہو مال سے اُن کی خدمت کرے، اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق:

۱۔ اُن کے لیے دعائے مغفرت ورحمت کرتا رہے، نوافل وصدقاتِ مالیہ کا ثواب اُن کو پہنچاتا رہے۔

۲۔ اُن کے ملنے والوں کے ساتھ رعایتِ مالی وخدمتِ بدنی وحسنِ اخلاق سے پیش آئے۔

۳۔ اُن کے ذمّہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔

۴۔ گاہ گاہ اُن کی قبر کی زیارت کرے۔

دادا دادی، نانا نانی کے حقوق: دادا دادی، نانا نانی کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیے، اس طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث[۱] میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔

اولاد کے حقوق: جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں، اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اولاد اچھی پیدا ہو۔

[۱] هل لك من خالة. لو أعطيتها أخوالك. إن عم الرجل صنو أبيه.

۲۔ بچپن میں محبّت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا کہ اولاد کو پیار کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر اَنّا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دین دار اَنّا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچے کے اخلاق میں آتا ہے۔

۳۔ ان کو علمِ دین وادب سکھلانا۔

۴۔ جب نکاح کے قابل ہوں ان کا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاحِ ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارفِ ضروریہ کا برداشت کرنا۔

دودھ پلانے والی اَنّا کے حقوق: اَنّا بھی بہ وجہ دودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے، اس کے حقوق بھی وارد ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ اس کے ساتھ ادب وحرمت سے پیش آنا۔

۲۔ اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو تو اس سے دریغ نہ کرنا۔

۳۔ اگر میسّر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اُس کو خدمت کے لیے دینا۔

۴۔ اس کا شوہر چوں کہ اس کا مخدوم ہے اور یہ اس کی مخدومہ ہے، تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

سوتیلی ماں کے حقوق: سوتیلی ماں چوں کہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے، اس لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے تحت جو ذکر ہوا وہ کافی ہے۔

بہن بھائی کے حقوق: حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے جیسے مابین والدین واولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیے۔

رشتہ داروں کے حقوق: اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آئے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بہ قدرِ کفالت ان کے نان ونفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان ونفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔

۲۔ گاہ بہ گاہ اُن سے ملتا رہے۔

۳۔ اُن سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

۴۔ اگر کوئی قریب محرَم اس کی مِلک میں آجائے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

اُستاد اور پیر کے حقوق: اُستاد اور پیر چوں کہ باعتبار تربیتِ باطنی کے مثل باپ کے ہیں، اس لیے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ ﴿لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ﴾[1] کہ یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا اکرام واحترام بھی معلوم کرنا چاہیے اور چوں کہ شاگرد و مُرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے اُستاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مُرید بہ منزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا، پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے۔ قرآنِ مجید میں ﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ جو آیا ہے اس میں یہ بھی داخل ہے۔

شاگرد اور مُرید کے حقوق: چوں کہ شاگرد و مُرید بہ منزلہ اولاد کے ہے، شفقت و دل سوزی میں ان کا حق مثل حقِ اولاد کے ہے۔

زوجین کے حقوق: حقوقِ زوجین میں شوہر کے ذمّہ یہ ہیں:

۱۔ اپنی وسعت کے موافق اس کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے۔

۲۔ اس کو مسائلِ دینیہ سکھلاتا رہے اور عملِ نیک کی تاکید کرتا رہے۔

۳۔ اس کے محارم اقارب سے گاہ بہ گاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر وسکوت کرے۔ اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسّط کا لحاظ رکھے۔

---

[1] الشوریٰ: ۲۳

اور زوجہ کے ذمّہ یہ حقوق ہیں:

۱۔اس کی اطاعت اور ادب و خدمت و دل جوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجالائے۔ البتہ غیر مشروع امر میں عذر کردے۔

۲۔اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

۳۔اس کا مال بِلا اجازت خرچ نہ کرے۔

۴۔اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

حاکم اور محکوم کے حقوق: حاکم ومحکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ و نائبِ بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور جہاں مالک ومملوک ہوں وہ بھی داخل ہوجائیں گے۔ حاکم کے ذمّہ یہ حقوق ہیں:

۱۔محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔

۲۔اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہوجائے عدل کی رعایت کرے، کسی جانب میلان نہ کرے۔

۳۔ ہر طرح اُن کی حفاظت و آرام رسانی کی فکر میں رہے۔ داد خواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لیے آسان طریقہ مقرر کرے۔

۴۔اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہوجائے، کثرت سے معاف کردیا کرے۔

اور محکوم کے ذمّہ یہ حقوق ہیں:

۱۔حاکم کی خیر خواہی و اطاعت کرے۔ البتہ خلافِ شرع امر میں اطاعت نہیں۔

۲۔اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے صبر کرے۔ شکایت و بد دُعا نہ کرے۔ البتہ اس کی نرم مزاجی کے لیے دُعا کرے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ حکّام کے دل کو نرم کردیں۔ ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔

۳۔اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزاری کرے۔

۴۔ براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں غلاموں کا نان ونفقہ بھی واجب ہے۔ اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں دائرۂ حکومت میں رہنے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

سسرالی عزیزوں کے حقوق: قرآنِ مجید میں حق تعالٰی نے نسب کے ساتھ علاقۂ مصاہرت کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے و بہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے۔ اس لیے ان تعلّقات میں بھی رعایتِ احسان واخلاق کسی قدر خصوصیّت کے ساتھ رکھنا چاہیے۔

عام مسلمانوں کے حقوق: علاوہ اہلِ قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصبہانی نے ''ترغیب وترہیب'' میں بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ حقوق نقل کیے ہیں:

۱۔ بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کرے۔

۲۔ اس کے رونے پر رحم کرے۔

۳۔ اس کے عیب کو ڈھانکے۔

۴۔ اس کے عذر کو قبول کرے۔

۵۔ اس کی تکلیف کو دور کرے۔

۶۔ ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔

۷۔ اس کی حفاظت ومحبّت کرے۔

۸۔ اس کے ذمّہ کی رعایت کرے۔

۹۔ بیمار ہو تو عیادت کرے۔

۱۰۔ مر جائے تو جنازے پر حاضر ہو۔

۱۱۔ اس کی دعوت قبول کرے۔

۱۲۔ اس کا ہدیہ قبول کرے۔

۱۳۔ اس کے احسان کی مکافات کرے۔

۱۴۔اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔
۱۵۔موقع پر اس کی نصرت کرے۔
۱۶۔اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے۔
۱۷۔اس کی حاجت روائی کرے۔
۱۸۔اس کی درخواست کو سنے۔
۱۹۔اس کی سفارش قبول کرے۔
۲۰۔اس کی مراد سے نا اُمید نہ کرے۔
۲۱۔وہ چھینک کر الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔
۲۲۔اس کی گم شدہ چیز کو اس کے پاس پہنچا دے۔
۲۳۔اس کے سلام کا جواب دے۔
۲۴۔نرمی وخوش خُلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔
۲۵۔اس کے ساتھ احسان کرے۔
۲۶۔اگر وہ اس کے بھروسے قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کردے۔
۲۷۔اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے، اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو روک دے۔
۲۸۔اس کے ساتھ محبّت کرے دشمنی نہ کرے۔
۲۹۔اس کو رُسوا نہ کرے۔
۳۰۔جو بات اپنے لیے پسند کرے اس کے لیے بھی پسند کرے۔
اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں:
۳۱۔ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔
۳۲۔اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تین روز سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے۔
۳۳۔اس پر بدگمانی نہ کرے۔
۳۴۔اس پر حسد وبغض نہ کرے۔
۳۵۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر بہ قدرِ امکان کرے۔

۳۶۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔

۳۷۔ دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے اُن میں باہم صلاح کرادے۔

۳۸۔ اس کی غیبت نہ کرے۔

۳۹۔ اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں۔

۴۰۔ اگر سواری پر سوار نہ ہوسکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگا دے۔

۴۱۔ اس کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

۴۲۔ تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ جن لوگوں کے حقوق اُوپر مذکور ہو چکے ہیں وہ حقوق خاص ہیں اور ان حقوقِ عام میں وہ بھی شریک ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق: اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اُس کے حقوق اور زائد ہو جاتے ہیں، مثلاً: ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں:

۱۔ اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے۔

۲۔ اس کے اہل و عیال کی حفظِ آبرو کرے۔

۳۔ وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے، بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔

۴۔ اس کو تکلیف نہ دے۔ اور خفیف خفیف اُمور میں اس سے نہ اُلجھے۔ اس کی رفعِ تکلیف کے واسطے شریعت نے اس کے لیے حقِ شفعہ ثابت کیا ہے۔ عُلَما نے کہا ہے کہ جیسے حضر میں ہمسایہ ہوتا ہے اس طرح سفر میں، یعنی رفیقِ سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیّت ہو گئی ہو۔ حدیث میں ایک کو جارِ مقام دوسرے کو جارِ بادیہ فرمایا ہے۔ اس کا حق بھی مثل ہمسایۂ حضر کے ہے، اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدّم رکھے۔ بعض لوگ سفرِ ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں، یہ بہت بُری بات ہے۔

یتیموں، ضعیفوں کے حقوق: اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو، جیسے: یتیم و بیوہ یا عاجز ضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں:

۱۔ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔
۲۔ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کردینا۔
۳۔ان لوگوں کی دل جوئی وتسلّی کرنا۔
۴۔ان کی حاجت وسوال کو ردّ نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق: اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں:
۱۔آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازے تک مُشایعت کرنا۔
۲۔اس کی معمولات وضروریات کا انتظام کہ جس سے ان کو راحت پہنچے۔
۳۔تواضع وتکریم ومدارات کے ساتھ پیش آنا، بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا۔
۴۔کم از کم ایک روز اس کے لیے کھانے میں کسی قدر متوسّط درجہ کا تکلّف کرنا، مگر اتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردّد ہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمان داری کرنا، اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے۔ مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بے جا فرمائشیں کر کے، نہ اس کی تجویز طعام ونشست وخدمت وغیرہ میں دخل دے۔

دوستوں کے حقوق: اسی طرح جس سے خصوصیّت کے ساتھ دوستی ہو قرآنِ مجید میں اس کو اقارب ومحارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اس کے یہ آداب وحقوق ہیں:
۱۔جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے عقائد واعمال ومعاملات واخلاق خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب اُمور میں اس کو مستقیم وصالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے، صحبتِ بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدے سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے، جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسّر ہو اُس سے دوستی کا مضایقہ نہیں، بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے۔
۲۔اپنی جان ومال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے۔
۳۔کوئی امر خلافِ مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی

ہوجائے فوراً صفائی کرلے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔

۴۔ اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے، نیک مشورے سے کبھی دریغ نہ کرے۔ اس کے مشورے کو نیک نیتی سے سنے، اور اگر قابلِ عمل ہو قبول کرے۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنّٰی بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثر تبنّیت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں، چوں کہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیّت پیدا کی ہے، اس لیے دوستی کے ضابطے میں اس کو داخل کرسکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری امر ہے، اختیاری نہیں، کہ جس کو چاہا میراث دلوادی، جس کو چاہا محروم کردیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اس کی میراث نہ دی جائے، شرعاً محض باطل ہے۔ جیسا اُوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق: جس طرح مشارکتِ قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہوجاتے ہیں، یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے، گو مسلمان نہ ہو، وہ یہ ہیں:

۱۔ بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔

۲۔ بے وجہ کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔

۳۔ اگر کسی مصیبت فاقہ و مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے دے، علاج معالجہ کردے۔

۴۔ جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرے، اس کو ترساوے نہیں۔

جانوروں کے حقوق: اسی طرح مشارکتِ جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے، وہ یہ ہیں:

۱۔ جس جانور سے کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔

۲۔ جو جانور قابلِ انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔ اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔

۳۔ جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خورد و نوش و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔

۴۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بہ وجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے، اس کو تڑپائے نہیں، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے پر عائد کردہ حقوق: یہ حقوقِ مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداءً اس کے ذمہ لازم ہیں۔ اور بعضے وہ حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمہ کر لیتا ہے، ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں۔

قسمِ اوّل: وہ حق جس کا سبب طاعت ہے، وہ نذر ہے۔ سو اگر عباداتِ مقصودہ کی نذر ہو تو اس کا ایفا فرض و واجب ہے۔ اور اگر عباداتِ غیر مقصودہ کی ہو تو ایفا مستحب ہے۔ اور اگر مباح کی ہو لغو ہے۔ اگر معصیت کی ہو ایفا حرام ہے۔ اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسمِ دوم: جس کا سبب امرِ مباح ہے، جیسا کفارۂ یمینِ مباح اور قضائے رمضان مسافر و مریض کے لیے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسمِ سوم: جس کا سبب معصیت ہے، جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذرِ شرعی روزہ اِفطار کرنے سے یا قتلِ خطا یا ظِہار سے واجب ہوتے ہیں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے۔ بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ مثلِ تقسیمِ مذکور تین قسم ہیں۔

قسمِ اوّل: جس کا سبب طاعت ہو، وہ وعدے کا پورا کرنا ہے یہ ضروری ہے، اس میں کوتاہی کرنا

علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسمِ دوم: جس کا سبب امرِ مباح ہو، وہ دَین ہے، اور جو مثل دَین کے ہو جس طرح مبیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائیدادِ مطلوبہ دے دینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا، مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسمِ سوم: جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل کر دینا، کسی کا مال چھین لینا یا چرا لینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبرو ریزی کرنا سخت زبان سے یا غیبت سے، ان اُمور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلے عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق ان کے ذمّہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت سے ہیں تو ان کو ادا کرے، مثلاً: اس کے ذمّہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور بہ صورتِ عدم گنجایشِ وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے۔ جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معاصی میں سے ہیں ان سے توبہ صادق کرے ان شاء اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں، جو ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرائے، مثلاً: قرض یا خیانت وغیرہ۔ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے، مثلاً: غیبت وغیرہ۔ اور اگر کسی وجہ سے اہلِ حقوق سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہے، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضا مند کر کے معاف کرادیں، مگر جب قدرت اِیفا یا استغفار کی ہو اس وقت اس میں دریغ نہ کرے۔ اور جو حقوق خود اوروں کے ذمّہ رہ گئے ہوں جن سے اُمید وصول کی ہو بہ نرمی اُن سے وصول کرے، اور جن سے اُمید نہ ہو یا وہ قابلِ وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں ان کے عوض حسنات ملنے کی توقع ہے، مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، اس لیے بالکل معاف کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی چاہے۔

فقط والسلام